ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-05

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

ڈاکٹر رقیہ بانو
لیکچرار، کلام بی بی انٹرنیشنل وومن انسٹیٹوٹ، بنوں۔
صابرینہ محبوب
ریسرچ سکالر، وومن کیمپس یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بنوں
منہاج نیاز
لیکچرار، کلام بی بی انٹرنیشنل وومن انسٹیٹوٹ، بنوں

مستنصر حسین تارڑ کی کتاب "غار حرا میں ایک رات" میں تلمیحاتی اشارات

Dr Ruqia Bano*
Lecturer, Kalam Bibi International Women Institute, Bannu.
Sabrina Mehboob
Research Scholar, Women Campus University of Science and Technology, Bannu.
Minhaj Niaz
Lecturer, Kalam Bibi International Women Institute, Bannu.

***Corresponding Author:**

Allusive Gestures in Book "Ghar-E-Hira Main Aik Rat" by Mustansar Hussain Tarar

Mustansir Hussain Tarar was born in Lahore. He belonged to the Merchant Family. Mustansir Hussain Tarar's status is like a school of thought in Urdu Literature because his services in Urdu literature are as novelist, fiction writer, dramatist and travel writer. He has also shown the essence of his acting on T.V. As a reward for his services, he has also been awarded the presidential award for best performance by the government of Pakistan. In this research the use of Allusive Gesture has been brought out which he has used as sign in his book.

Key Words: *Allusive, Gesture, Dramatist, Presidential, School of thought, Reward.*

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-05

ماخذ تحقیقی مجلہ

مستنصر حسین تارڑ نے یکم مارچ ۱۹۳۹ کو لاہور میں رہنے والے ایک تجارت پیشہ خاندان میں اپنی آنکھ کھولی ۔ ان کا گھر گجرات کے ایک گاؤں جھالیہ میں واقع تھا۔ ان کے والد کا نام رحمت خان تھا۔ جو زمینوں میں کاشتکاری کا کام کرتے تھے۔ ان کے والد اپنے خاندان میں ایک واحد شخص تھے جنھوں نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی تھی ۔ رحمت خان کے والد صاحب چوہدری امیر بخش بھی ان کی طرح ایک عام زمیندار تھا۔ لیکن ان کی والدہ کا تعلق ایک علمی گھرانے سے تھا۔ مستنصر حسین تارڑ کی پیدائش کے بعد رحمت خان نے لاہور میں بیڈن روڈ پر واقع لکشم مشن میں گھر لے لیا ۔ وہاں پر مستنصر حسین تارڑ کا بچپن گزرا اور اسی دوران انہیں قیام پاکستان دیکھنے کا موقع ملا۔

مستنصر حسین تارڑ ایک دبستان کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ اردو ادب میں ان کی خدمات ایک ناول نگار، افسانہ نگار، ڈرامہ نگار اور سفر نامہ نگار کی ہیں اور ٹی وی پر اپنی اداکاری کے جوہر بھی دکھا چکے ہیں ان کے خدمات کے نتیجے میں ان کو پاکستان کی حکومت کی جانب سے صدارتی تمغہ برائے حسن کارکردگی بھی نوازا گیا۔ اس تحقیق میں ان کے سفر نامے "غار حرا میں ایک رات" میں تلمیحاتی اشارات کو پیش کیا گیا ہے۔

اردو ادب میں تلمیحاتی اشاروں کا ایک نظام ہے جو بڑے سے بڑے واقعے کو بھی ایک لفظ سے بیان کر دیتا ہے اور کم وقت میں پورا واقعہ آپ کی آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ مستنصر حسین تارڑ جیسے معروف اور منجھے ہوئے لکھاری نے اس کا استعمال بہت ہنرمندی سے کیا ہے۔ مثال ملاحظہ کریں

"مدرہ کے کالے گھونگھریالے بال والے ذمیوں (حبشیوں) کے بارے میں اللہ سے ڈرو
کیونکہ ان سے میرا نسب کا رشتہ بھی ہے اور سمدھیانا بھی۔"(۱)

اس اقتباس میں حبشیوں کا ذکر حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کی قوم اور دور حضور ﷺ کی جانب تلمیح کے طور پر استعمال ہوا ہے۔۔ جس کا رنگ کالا تھا، گھونگھریالے بال تھے لیکن اللہ کا سب سے پسندیدہ بندہ تھا۔ اللہ کو سب سے پیارا تھا۔ اللہ رب العزت نے اس جہان میں انسان کو مختلف رنگ ، نسل، آواز اور شکل دے کر پیدا کیا ہے۔ لیکن اللہ کے نزدیک انسانوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ اپنے ہر بندے سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔ انہوں نے ہر انسان کو برابری کے حقوق دیئے ہیں۔ اِس لئے جو کوئی بھی اللہ کی ذات میں عیب نکالے گا، اس میں فرق کرے گا تو اللہ ان پر اپنا عذاب ضرور ڈالے گا۔ اس لئے ہمیں کوئی حق نہیں ہے کہ کسی کو بدتر سمجھنے کی۔ ہمیں ہر حال میں اللہ سے ڈرنا چاہئے تاکہ وہ ہم پر

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-05

اپنی رحمتیں اور برکتیں ہم پر نازل کرتا ہے۔بنو نصیر کے قبیلے کا ذکر اور اس کی فضیلت اس ایک جملے سے نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے۔

"اور اسی کھنڈر۔۔۔بنو نصیر کے قلعے کے مختصر کھنڈر کے حوالے سے بھی تو اللہ کے فرمان اترے تھے۔۔۔(۲)

بنو نصیر ایک ایسا قبیلہ تھا۔جس میں یہودی آباد تھے۔یہ بہت بڑا قبیلہ تھا جو مسجد قباء کے قریب آباد تھا۔انہوں نے اپنا وطن چھوڑ کر مدینے کی سب سے بڑی وادی پر قبضہ جما لیا اور وہیں باغات بھی بسا لیے۔جب آپ ﷺ مدینہ چھوڑنے کا حکم دیا تو انہوں نے دوسرے یہودی قبائل کی بات مان کر ڈٹے رہنے کا فیصلہ کیا۔جب آپ ﷺ نے قلعے کا محاصرہ کیا تو کوئی ان کی مدد کو نہیں آیا۔حضور اکرم ﷺ نے انہیں جلاوطن کرکے مدینے سے جانے کو کہا۔جس دوران صرف دولت اور باقی سامان لے جانے کا حکم دیا جبکہ ان کے ہتھیار قبضہ کر لے گئے اس اقتباس میں صنعت تلمیح کی جانب اشارہ ہے۔وہ علاقہ سالوں بعد بھی کھنڈرات کی صورت میں موجود ہے۔یہی وہ علاقہ تھا۔جہاں اللہ نے اپنی رحمت سے حضور ﷺ کو اور ان کی بستی کو نجات دلائی۔

مستنصر حسین تارڑ نے ایسے پہاڑوں کو اپنے موضوع کا حصہ بنایا جہاں تک پہنچنے کے لئے انہوں نے بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور ساتھ ساتھ یہ سوچ کر حیران ہو جاتے ہیں کہ اس پر چلنے کے لئے انسان کو بہت قوت کی ضرورت ہوتی ہے ۔خدا جانے صحابہ کرامؓ اور حضرت محمد ﷺ کو اس پہاڑ پر چڑھتے وقت کتنی صعوبتوں کو برداشت کرنا پڑتا ہو گا اور حضرت محمد ﷺ نے جنگ کے دوران نجانے کیسے اس پہاڑ پر چڑھتے ہوئے زخمیوں کو بچایا ہو گا۔جنگ کے دوران جب آپ ﷺ کے بہت سارے سپاہی زخموں سے بے تاب ہوئے۔تو آپ ﷺ نے اللہ سے التجا فرمائی کہ یااللہ اوپر سے کوئی دشمن حملہ نہ کر پائے ۔ایسے حالات میں اللہ تعالی پر یقین اور بھروسہ ہی وہ طاقت ہے جو اللہ کے ایک ہونے پر دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالی کی تخلیق اسی کے قبضے میں ہے اور اس کے حکم پر ہر کام وقوع پذیر ہوتا ہے۔اسی کے سبب حضور ﷺ کی دعا کو قبولیت کا شرف حاصل ہوا اور مدد کے لیے فرشتوں کی آمد ہوئی اور آپ ﷺ کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔مستنصر حسین تارڑ نے اس اقتباس میں معجزے کی طرف اشارہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-05
ماخذ تحقیقی مجلّہ

"کیا یہ عقیدت کا کرشمہ سازی ہے۔ جان بوجھ کر کھایا جانے والا دھوکا ہے۔ عقل اور بوجھ سے ماوراء کچھ اور ہے"(۳)

یہ عقیدت کی کرشمہ سازی کو دیکھتے ہیں ہمیں فوراً علم ہو جاتا ہے کہ اس اقتباس میں معجزے کے موضوع کو اُجاگر کیا ہے۔ ایک ایسا معجزہ جو انسان کے شعور سے میلوں دور ہے۔ جہاں انسان کی ساری اُمیدیں ٹوٹ جاتی ہیں اور سارے راستے بند ہو جاتے ہیں۔، جہاں انسان کی سوچ ختم ہوتی ہے وہاں اللہ رب العزت کی سوچ شروع ہوتی ہے اور ایسا وسیلہ رونما ہوتا ہے جس کے بارے میں ہمارے شعور کی حدود میں کچھ موجود بھی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالی جب جیسا چاہے چٹکیوں میں انجام دیتا ہے۔ لیکن اس کے لیے بھی اللہ تعالی پر انسان کا پورا ایمان لانا ضروری ہے۔ ہر منزل تک پہنچنے کیلئے انسان کو محنت اور لگن کے ساتھ آگے جانا چاہیے۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔ جہاں ہر سائنس اور میڈیکل ہار جاتی ہے وہاں اللہ کا ایک معجزہ ہی کافی ہوتا ہے اور بازی لے جاتا ہے۔ مدینے میں آپ ﷺ کی آمد کا ذکر مصنف نے اس طرح کیا ہے کہ

"تمہیں یاد ہے۔۔۔ بابا فقیر ہمیں ایک مسجد کے اندر تک لے گیا تھا جس کا نام وہ نونہ نونہ بتا رہا تھا۔۔ وہ رانونہ ہے۔۔۔ جہاں حضور ﷺ نے مدینہ میں آمد پر پہلی نماز جمعہ ادا کی تھی۔۔۔"(۴)

اس اقتباس میں مستنصر حسین تارڑ نے حضرت محمد ﷺ کی مدینہ آنے کے بعد پہلی نماز جمعہ کا ذکر کیا ہے جس میں اس دور کے بہت سے تاریخی پہلو سامنے آتے ہیں جب حضرت محمد ﷺ نے رانونہ کے مقام پر جمعہ کی نماز ادا کی تھی۔ آپ نے محمد ﷺ اور اللہ کے محبوب کے عشق میں ان کے نقش قدم پر چلنے کی راہ ڈھونڈتا ہے۔ روزِ جمعہ وہ دن ہے جو ایک ہفتے کے دنوں کا سردار کہلاتا ہے۔ اس دن کی کئی تاریخی وجوہات اور بھی ہیں جن میں حضرت آدمؑ کی ولادت اور اس دنیا میں آمد شامل ہے اور دوسرا سبب حضرت آدمؑ کا جنت سے بے دخل ہونا بھی شامل تھا اور اللہ تعالی نے ان کی توبہ کے لیے کی گئی التجا کو قبول فرمایا تھا اور جمعہ کے روز ہی حضرت آدمؑ اس دنیا سے رخصت ہوئے تھے اور اِسی دن دنیا کی تخلیق بھی ہوئی اور قیامت بھی اسی دن آئے گی۔ قرآن و حدیث کے مطابق سات سو بار نماز کو ادا کرنے کا ارشاد اور پیروی کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ جس میں رانونہ کے اس خاص مقام کا ذکر بھی شامل ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-05
ماخذ تحقیقی مجلہ

"فجر کی نماز کیلئے اذان حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ نے دی اور انہوں نے حضور پاک ﷺ کا خیمہ نصب کیا۔۔۔"[۵]

اس اقتباس کا تاریخی پہلو حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ ہیں جو حضور پاک ﷺ کے وہ عظیم صحابی تھے جن کو اللہ کے محبوب نے غلامی سے نجات دلا کر اسلام کی راہ میں آزاد کر دیا۔حضرت بلال رضی اللہ یوں دیکھنے میں تو سیاہ فام تھے لیکن دل شیشے کی طرح شفاف تھا اور اللہ تعالی کو سب سے زیادہ عزیز تھا اور اللہ کو سب سے حسین لگتا تھا۔

"نماز کے بعد نفل ادا کرنے کی خاطر مسجد قباہ کے اس منبر کے قریب چلا گیا جس کے بارے میں مجھے اب جاکر علم ہوتا تھا۔۔"[۶]

مستنصر حسین تارڑ مسجد قباء کے منبر کو زیر بحث لاتے ہوئے تاریخی واقعے کی جانب بڑھتے ہیں۔ مسجد قباہ کا ایک منبر جو بالکل سادہ اور سنگ مرمر میں ڈھالا منبر تھا۔یہ منبر مسجد نبوی سے لایا گیا تھا۔ مستنصر حسین تارڑ نفل ادا کرنے کی غرض سے اس کی جانب بڑھا اور نوافل ادا کیے۔

"مسجد قباہ میں ظہر کی وہ نماز اور متعدد نوافل میری یاد میں اتنے واضح نہیں ہے جتنا واضح وہ سیاہ فام، براق لباس میں لپٹا ہوا امام ہے جس نے نماز پڑھائی۔۔۔[۷]

نماز ظہر آفتاب نصف النہار سے ڈھلتے ہی شروع ہوتا ہے۔نصف سے مراد ہے آدھا۔جب کہ النہار سے مراد دین، یوم اور روز کے ہیں۔تارڑ صاحب نے اس کلام میں ایسے سیاہ فام امام کے بارے میں وضاحت کی ہے جو دیکھنے میں تو بالکل سیاہ فام تھا لیکن ان کا مرتبہ اِتنا ہی اعلی تھا جتنا اللہ کے سامنے باقی لوگوں کے مقابلے میں حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کا مرتبہ تھا۔ یہ امام حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالی عنہ کے قوم سے تعلق رکھنے والا تھا۔ اس امام کا لب ولہجہ اتنا نرم تھا اور آواز میں اتنی مٹھاس تھی کہ سننے والوں کے دل میں اتر جاتی۔۔۔زائرین کا ذکر مصنف نے اس حوالے سے کیا ہے کہ حضور ﷺ کے دور میں بھی اسی طرح لوگ دور دراز کے علاقوں سے لوگ آتے تھے جس میں مختلف قبائل کے لوگ شامل ہوتے تھے۔

"کچھ زائرین نفل ادا کر رہے تھے۔۔۔"[۸]

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-05

ماخذ تحقیقی مجلہ

اس اقتباس میں زائرین سے مراد مجموعہ ،مسافر ،سیاحت کرنے والے اور زیارت کرنے والے کے ہیں ۔یہ قافلہ ایک ہی مقام کی سیر کرنے کے غرض سے مختلف جگہوں مقامات ،علاقوں اور ممالک سے آتے ہیں۔ ان سب کا مقصد یکسانیت کا حامل ہے ۔حج کی ادائیگی کو اس کی مثال کی مانند قرار دیا جا سکتا ہے جس طرح حج کے لئے تمام ممالک سے آنے والے مسلمان ہیں جو ایک ہی جیسا لباس پہن کر اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر ایک ساتھ آگے بڑھتے ہیں ۔یہاں بھی موجودہ لوگوں کا بڑا مجموعہ رضائے الٰہی اور نیت ثواب کی غرض سے نوافل ادا کر رہے ہیں۔

"اب وہ عہد کے ایک بلند ترین درجے پر جا پہنچے جہاں رسول اللہ ﷺ زخموں کی شدت سے بیٹھ کر نماز پڑھنے پر مجبور ہو گئے۔"(۹)

جیسا کہ ہمیں بار بار کہا جاتا ہے کہ نماز ہر حال میں فرض ہے۔ اسی طرح جب حضرت محمد ﷺ جنگ اُحد کے دوران شدید زخمی حالت میں نماز ادا کرنے کی کوشش کر رہے تھے تو انہیں انتہائی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ جنگ میں مسلمان اور مشرکین مکہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھے اگر اس واقعے کو زیر بحث لایا جائے تو اس جنگ کے نتیجے کو کسی کی فتح یا شکست نہیں کہہ سکتے کیونکہ مشرکین مکہ کی قیادت اس وقت ابوسفیان کے ہاتھوں میں تھی۔ اُن کی فوج تین ہزار سے زائد افراد پر مشتمل تھی جبکہ مسلمانوں کے سپاہیوں اور جنگجوؤں کی تعداد کافی حد تک کم تھی۔ جنگ احد کے دوران دونوں لشکروں کو شدید نقصان کا سامنا کرنا پڑا لیکن آخر میں مشرکین مکہ لڑائی ترک کر کے واپس چلے گئے۔ غار حرا کا لفظ ہی ایک پورے واقعے کی عکاسی کرتا ہے۔

"تو غار حرا میں چند نفل ادا کروں گا اطمینان سے۔۔۔"(۱۰)

حج اور عمرے کے دوران کچھ مقامات ایسے ہیں جہاں کی زیارت کیے بغیر حج یا عمرہ مکمل نہیں ہوتا۔ اس میں غار حرا بھی سرفہرست ہے۔ غار حِرا وہ پہاڑی مقام ہے جہاں ہمارے نبی پاک ﷺ دعوت اسلام سے قبل ہر روز وہاں جا کر حق کی عبادت ادا کرتے تھے۔ اس مقدس مقام کی اہمیت اپنی جگہ مسلمہ ہے کیونکہ یہ مقام وہ اعلیٰ درجے کی حیثیت رکھتا ہے جہاں اللہ تعالی کے مقرب فرشتے حضرت جبرائیلؑ اللہ تعالی کے حکم کے مطابق وحی کا نزول لاتے ہوئے حضرت محمد ﷺ کو خوشخبری سنائی۔ ہر مسلمان کی دِلی چاہت ہوتی ہے کہ وہ بھی اسی مقام کی سیر کریں۔ وہاں جا کر اللہ اور ان کے محبوب پیغمبر حضرت محمد

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-05

ﷺ کی پیروی اور خوشنودی کے لیے نوافل ادا کریں اور اللہ تعالی سے اپنی دلی مرادیں مانگے۔ ان نوافل کی ادائیگی اور یقین وہاں مانگی ہوئی دعاؤں کو عرش الٰہی تک پہنچا کر قبولیت کا مقام دلاتی ہے۔یہاں تک پہنچنے کے لئے انسان کے پاس قوت اور صحت کا ہونا لازم ہے کیونکہ غار حرا کی اونچائی کافی بلند ہے۔یہاں تک رسائی حاصل کرنے کے لیے کوئی ہموار راہ نہیں ہے۔

"صاحب ظہر کی اذان ہونے کو ہے تو نماز کدھر پڑھیں گے۔"(۱۱)

سفر کے دوران مستنصر حسین تارڑ ، امانت اور ان کی اہلیہ مکہ میں داخل ہوتے ہیں اور امانت اپنی رائے پیش کرتے ہیں اور انہیں احساس دلانے کی کوشش کرتا ہے کہ ظہر کی اذان ہونے کو ہے تو نماز یہی پڑھ لیتے ہیں۔ کیونکہ پتہ نہیں چلتا شاید راستے میں کوئی مسجد نہ ملے نماز پڑھنے کے لیے۔ اگر ایک سرے سے دیکھا جائے تو نماز کو قضا نہ کرنے کی تاکید سے بار بار کی گئی ہے۔اس لئے اگر وقت پر ادا کی جائے تو زیادہ بہتر ہیں کیونکہ بعد میں پتہ نہیں چلتا کہ کب حالات خراب ہو جائے اور ہم سے نماز چوٹ جائے اور ہمیں پتہ ہی نہ ہو۔

جمعہ کے روز نیچے اترنا ہے ، نیچے اتر نا مشکل کام ہے بوڑھے لوگوں کو ویگن میں بیٹھا کر کعبہ لے جایا جا تا ہے اور ادھر جمعہ کی نماز پڑھ کر شام کو واپس آ ناہوتا ہے. ہر جمعہ کو نہیں کبھی کبھی کو جمعہ جاتاہے "(۱۲)

نماز جمعہ پورے ہفتے کا سب سے افضل دِن ہے۔اس اقتباس میں اسلام کا تاریخی حوالہ یہ ہے کہ نماز جمعہ حضور ﷺ کے دور میں کب فرض ہوا۔ مصنف نے نماز جمعہ کے فرض ہونے کی جگہ مکہ معظمہ کا ذکر خصوصی طور پر کیا ہے تا کہ اس کی اہمیت کو اجاگر کیا جاسکے۔اس کی ادائیگی پہلی بار مدینہ منورہ میں کی گئی تھی جس کے لیے حکم آپ ﷺ نے دیا تھا جس میں شریک ہونے کا شرف چالیس معزز حضرات کو حاصل ہوا۔ آپ ﷺ نے پہلی دفعہ حکم ہجرت مدینہ کے بعد دیا تھا اور جب وہ واپس مکہ تشریف لائے تو مکہ میں نماز جمعہ کی ادائیگی کا حکم دیا گیا۔مدینہ میں پہلا جمعہ "قبا" سے روانہ ہو کر محلہ بنو سالم بن عوف میں ادا فرمایا۔ جس مقام پر بعد میں ایک مسجد تعمیر کی گئی جس کا نام "نماز جمعہ" رکھا گیا۔

"جب میں نے نفل ادا کرنے کی نیت کی۔۔۔۔۔اور منہ ول کعبہ شریف کیا۔"(۱۳)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-05

ماخذ تحقیقی مجلہ

نماز کے فرض ہونے کا حکم صادر ہوا تو مسلمانوں کے لیے مکہ مکرمہ میں پہلا قبلہ ،بیت اللہ شریف مقرر ہوا تھا اس کا مؤجب یہ ٹھہرا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کے لیے بھی پہلا قبلہ بیت اللہ شریف ہی مقرر ہوا تھا اور حضور ﷺ نے جس مدت تک مکہ مکرمہ میں رہنے کا فیصلہ کیا تب تک مسلمان بیت اللہ شریف کو ہی قبلہ اول سمجھ کر نماز کی ادائیگی کے حکم پر عمل پیرا رہے۔ ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبلہ مکہ مکرمہ کے بجائے بیت المقدس کو قرار دیا ۔سترہ مہینے تک آپ ﷺ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز کی ادائیگی کا فریضہ سر انجام دیا اور اس مدت کے بعد دوبارہ بیت اللہ کی طرف قبلہ رو ہو کر نماز کی ادئیگی کا حکم ہوا جو پہلا قبلہ تھا،اس کی وضاحت تفسیر کے ساتھ یہ بتائی گئی ہے یہ فیصلہ وقت کی ضرورت کے مطابق کیا گیا اور اس میں پوشیدہ حکمت یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ سے مدینہ آئے تو وہاں ان کا واسطہ یہودی قبائل سے تھا اور ان کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لیے قبلہ تبدیل ہوا لیکن جلد ہی یہ بات بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واضح ہو گئی کہ یہودی اپنی جہالت اور بے ایمانی سے باز آنے والے نہیں ہیں۔کچھ مدت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوا کہ دوبارہ قبلہ کو بیت اللہ شریف کی طرف کیا جائے۔ مصنف نے اس کا منظر ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"جب میں نماز عشاء کے لیے تنہا کھڑا ہوا تھا تو نیچے دور تک دکھائی دینے والی وادیٔ مکہ کے آخر میں خانہ کعبہ کا منور کھلتا اگر چہ یہ عجب سا ایک سحر لگتا تھا' اس کا روشن وجود میری بے چینی کے سمندروں پر تیرتا تھا۔[۱۴]

فرض نماز میں نماز عشاء دن میں اللہ تعالی سے ملاقات کی آخری کڑی کہلاتی ہے۔نماز عشاء کی باجماعت ادائیگی کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر کوئی عشاء کی نماز باجماعت ادا کرے جیسے اس نے نصف رات اللہ تعالی کی عبادت میں گزاری ہو۔یہاں مصنف نے اپنی بے چینی کو اس دور کے طور پر پیش کیا ہے جو حضور ﷺ کے وجود اور تعلیمات کی وجہ سے کم ہوتا ہوا نظر آرہا تھا۔اس اقتباس میں ایرانی زائرین کے ذریعے شیعہ فرقے کی عقیدت اور تاریخی پس منظر کو پیش کیا گیا ہے۔

"حج کے تجربے نے مجھے سمجھایا تھا کہ اگر کہیں۔۔۔ کسی مقام پر۔۔۔ کسی غیر مصروف جگہ پر ایرانی زائرین جمع ہے تو وہاں بے وجہ نہیں ہیں۔۔۔۔ وہاں کچھ نہ کچھ ہوتا ہے۔۔۔ کچھ تاریخ ہوتی ہے اور کبھی صرف عقیدت۔۔۔"[۱۵]

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-05
ماخذ تحقیقی مجلہ

ایرانی زائرین کے بارے میں پڑھنے کے بعد قارئین کے ذہن میں یہ سوال جنم لینے لگتا ہے کہ آخر یہ لوگ تھے کون؟ اس طرح تارڑ صاحب نے اس سفرنامے میں ایرانی زائرین کا اشارہ شیعوں کی جانب کیا ہے جنھوں نے شیعوں کے امام ،امام رضا جن کا پورا نام ابو الحسن علی بن موسی الرضا تھا۔ ان کو ۵۵ سال کی عمر میں مامون نامی شخص نے زہر دیا تھا اور وہ شہید ہو گئے تھے۔اس اقتباس میں ایرانی زائرین کے ہجوم کا اشارہ ہے امام رضا کے ی والدہ محترمہ کے مزار پر جہاں زائرین کا ایک بڑا ہجوم کھڑا ہے۔یہاں مستنصر حسین تارڑ نے تاریخی واقعے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

"حج کے بعد جب یہاں آئے تھے تو یوں ہی متاسف ہو کر چلے گئے تھے۔"(۱۶)

متاسف سے مراد غم ،رنجیدہ اور پشیمان کے ہیں۔۔ اسے دیکھ کر ہی ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مصنف یہاں ایرانی زائرین سے افسوس اور رنجیدگی کا اظہار کررہا ہے اور اس کا بنیادی موجب یہ ہے کہ جہاں کا ذکر مصنف کررہا ہے یہ وہی مقام ہے جہاں غزوہ خندق کے دوران حضرت محمد ﷺ اور صحابہ کرام اور ان کے عزیز و اقارب خیمہ زن ہوئے تھے اور اس جگہ پر چھوٹی چھوٹی مسجدیں بھی تعمیر کی گئی تھی۔ جس کی مکمل تعداد سات تھی۔ اس کے علاوہ یہاں ایک عظیم الشان بلند چٹانوں کے دامن میں مسجد تعمیر کی جا رہی تھیں۔ جن کے آس پاس یہ مسجدیں تعمیر تھیں۔

"میں جنگ خندق کو حج کے سفرنامے میں تفصیل سے بیان کر چکا ہوں اب میں
سلمان فارسی اور حضرت محمد ﷺ کے خیموں کے قریب جاتا ہوں۔۔"(۱۷)

اس اقتباس کا اشارہ صنعت تلمیح کی جانب ہے وہ جنگ جس میں حضرت محمد ﷺ نے خود شرکت کرکے جنگ کو فتح دلائی۔ جنگ کا آغاز شوال کے مہینے میں پانچ ذوالقعدہ کو مشرکین مکہ کی جانب سے ہوا۔ دیگر قبائل اور ابوسفیان نے آپس میں اتحاد کرلیا جس کے نتیجے میں کافی بڑی فوج تیار ہوئی۔اس دوران بہت بڑے بڑے معاہدے بھی طے ہوئے تھے ۔لیکن سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ کے مشورے کے مطابق مسلمانوں نے مدینے کے چاروں اطراف خندق کھودنے کے مشورے پر اتفاق کیا اور کھدائی شروع کی۔ جب مشرکین مکہ نے مسلمانوں پر حملہ کیا تو وہ مسلمانوں کو نقان نہیں دے سکے۔عرب میں پہلی بار خندق کھودی گئی اور مسلمان اپنی حفاظت کو برقرار رکھ سکے۔ یہ جنگ ایک ماہ تک جاری رہی لیکن مسلمانوں نے اپنے تحفظ کے لیے خندق کھودی اور وہ کامیاب رہے مشرکین مکہ ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچاسکے۔ جس کی وجہ سے مکہ کے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-05
ماخذ تحقیقی مجلّہ

مشرکین ناامید ہو کر واپس چلے گئے۔۔ ان وجوہات کی بدولت اس کو غزوہ خندق کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔مستنصر حسین تارڑ کی تحریر میں جہاں ایک قاری ان کے ساتھ حج کے اس سفر سے لطف اندوز ہوتا ہے وہیں وہ اپنی تحریر کے ذریعے تاریخی حوالے بھی پیش کرتے ہیں اور قاری کی تربیت کے ساتھ ساتھ اس کی معلومات میں اضافہ کرتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ مستنصر حسین تارڑ، غار حرا میں ایک رات، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۷، صفحہ نمبر: ۲۲

۲۔ ایضا، ص ۳۰

۳۔ ایضا، ص ۷۸

۴۔ ایضا، ص ۴۱

۵۔ ایضا، ص ۳۲

۶۔ ایضا، ص ۵۷

۷۔ ایضا، ص ۵۷

۸۔ ایضا، ص ۸۳

۹۔ ایضا، ص ۷۶

۱۰۔ ایضا، ص ۸۳

۱۱۔ ایضا، ص ۱۰۶

۱۲۔ ایضا، ص ۱۵۶

۱۳۔ ایضا، ص ۱۸۲

۱۴۔ ایضا، ص ۲۲۳

۱۵۔ ایضا، ص ۲۲۳

۱۶۔ ایضا، ص ۶۳

۱۷۔ ایضا، ص ۶۳